طبقات ابنِ سعد کا تنقیدی جائزہ

رخشندہ بتول

ABSTRACT:
To study and analyze the authenticity of sayings of our Holy prophet Hazrat Muhammad (PBUH) is a very important aspect of research. For the purpose, the compilers of the Hadith even traced back the lives of those companion of Hazrat Muhammad (PBUH) who have narrated the Hadiths. Tabqat Ibne Saad is the Urdu translation of Arabic book Tabqat –Ul- Qubra. In this article, the book has been discussed and evaluated.

فنِ اسماء الرجال، اصحابِ رواۃِ حدیث و آثار کے اسماء، القاب، سوانح، سیرۃ اور اوصاف کا حال، ان کی جرح و تعدیل اور ان کے طبقات کا تعین ہے۔

رواۃِ حدیث کے حالات معلوم کرنے اور ان کے طبقات قائم کرنے میں ہزاروں اکابرین نے اپنی عمریں صرف کر دیں ۔ وہ قریہ بہ قریہ پہنچے، راویوں سے ملے اور ان کے متعلق ہر قسم کی معلومات مہیا کیں ۔ جو لوگ ان کے زمانے میں موجود نہیں تھے۔ ان کے ملنے والوں سے یا ان کے توسط سے حالات دریافت کیے۔ اس طرح وہ عظیم الشان فن وجود میں آیا۔ جِسے ’’فنِ اسماء الرجال‘‘ کہا جاتا ہے۔ محمد بن جعفر الکتانی لکھتے ہیں :

’’اس علم میں حدیثِ نبویؐ کے راوی ہونے کے اعتبار سے رواۃِ حدیث کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔‘‘ (۱)

اسماء الرجال حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کیے گئے اور ایک محتاط اندازے کے مطابق صحابہ اور صحابیات کے متعلق اسماء الرجال کے تحت ۵ لاکھ لوگوں کی معلومات اکٹھی کی گئیں ۔

اس علم کی ضرورت اس وقت محسوس کی گئی جب احادیث کے بارے میں یہ شکوک و شبہات سامنے آئے کہ فلاں حدیث من گھڑت ہے یا فلاں راوی ثقہ نہیں یا فلاں حاکم کے دور میں احادیث معاشی و معاشرتی مسائل یا ذاتی عناد و دشمنی کے زیر اثر گھڑی گئیں تو محققین کو راویانِ حدیث کے بارے میں چھان پھٹک کی حاجت ہوئی کہ کیا وہ بالغ تھے؟ عاقل تھے؟ فہم و فراست میں ان کا کیا مقام تھا؟ ان کا حافظہ کیسا تھا؟ ان کی معاشی و معاشرتی حیثیت کیا تھی؟ ان کا حسب نسب کیا تھا؟ دراصل عرب میں لوگ ایک دوسرے کو اصل ناموں کے بجائے کنیت یا القاب سے پکارا اور جانا کرتے تھے۔ بعض اشخاص کی دو دو کنیتیں تھیں ۔ اسی طرح ایک شخص ایک سے زیادہ القاب سے مشہور ہوتا تھا۔

راویانِ حدیث کے بارے میں مکمل تفصیلات موجود نہ ہوں تو حدیث کی صحت کے بارے میں فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ان تمام ضابطوں کا تعین اسماء الرجال کے تحت کیا گیا۔

اس فن کا آغاز کب ہوا؟ اس حوالے سے مولانا محمد حنیف ندوی ''مطالعۂ حدیث'' میں رقم طراز ہیں :

''اس فن کا آغاز کب ہوا؟ سِیَر و رجال کی کتابوں کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ صغار صحابہ مثلاً ابنِ عباس، عبادہ بن الصامت اور انس بن مالک کے دور سے رجال کی توثیق و عدم توثیق کا کام شروع ہو چکا تھا۔ صحابہ کے بعد تابعین میں سے سعید بن المسیب، شعبی اور ابنِ سیرین نے یہ فرض انجام دیا۔ اس کے بعد یہ رسم چل نکلی اور شعبہ اور امام مالک نے اس کام کو آگے بڑھایا۔'' (۲(

طبقاتِ ابنِ سعد عربی کتاب الطبقات الکبریٰ کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ۲۰۷ھ اور ۲۲۷ھ کے درمیان تقریباً ۲۰ سال کے عرصے میں لکھی گئی۔ (۳) اس عربی کتاب کو اردو زبان میں ترجمہ کرنے کا خیال انیسویں صدی کے اواخر میں پیدا ہوا اور دارالترجمہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے اس کے پانچ عربی حصوں کا اردو ترجمہ مولانا عبداللہ العمادی سے کروا کے شائع کیا۔ بعدازاں جلد ششم، ہفتم اور ہشتم کا اردو ترجمہ مولوی نذیر الحق میرٹھی اور مولانا راغب رحمانی دہلوی نے کیا ہے۔ اس کی کُل ۸ جلدیں ہیں ۔ یہ اسماء الرجال کی ابتدائی کتب میں شامل ہے۔ اس کے مصنف علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری تھے۔ جن کا زمانہ ۱۶۸ھ - ۲۳۰ھ ہے۔ اس کتاب کی جلد وار تقسیم یوں کی گئی ہے:

جلد اوّل : سیرت النبیؐ
جلد دوّم : سیرت النبیؐ
جلد سوم : خلفائے راشدین اور صحابہ کرام
جلد چہارم : مہارین و انصار
جلد پنجم : تابعین و تبع تابعین
جلد ششم : اصحابِ کوفہ و تابعین
جلد ہفتم : دورِ آخر کے صحابہ و تابعین و فقہا
جلد ہشتم : صالحات و صحابیات

طبقاتِ ابن سعد کی بنیادی اہمیت یہ ہے کہ یہ اسماء الرجال کی ابتدائی کتب میں شامل ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر صبحی صالح اپنی کتاب علومِ حدیث میں لکھتے ہیں :

''طبقاتِ ابن سعد (۲۳۰ھ) میں اس کا بہت مواد موجود ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں عِزّالدین بن الاثیر (۶۳۰ھ) نے ''أسد الغابتہ فی اسماء الصحابتہ'' جمع کی۔'' (۴(

طبقاتِ ابن سعد کو عہدِ اسلامی کی ابتدائی تاریخ کا بنیادی مآخذ سمجھا جاتا ہے۔ اولین کتب اسماء الرجال میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے طبقات قائم کیے گئے۔ ان طبقات کے حوالے سے خالد علوی حفاظتِ حدیث میں لکھتے ہیں :

''ابنِ سعد نے پانچ طبقات بیان کیے ہیں ، حاکم نے بارہ اور بعض نے اس سے بھی زائد طبقات بیان کیے ہیں ۔'' (۵(

طبقاتِ ابن سعد کے تجزیے سے قبل اس کے مصنف کے سیر و سوانح سے متعلق آگاہی لازمی ہے۔

ان کا نام و نسب محمد بن سعد بن مُنیع زُہری ہے۔ یہ ۱۶۸ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ (۶) انھوں نے طلبِ علم میں مدینہ، کوفہ اور بغداد کی سیاحت کی۔ جانبِ مدینہ ان کے سفر کا زمانہ ۲۰۰ھ سے پہلے کا ہے۔ اس لیے کہ ابنِ سعید نے ۱۸۹ھ میں مدینہ کے بعض شیوخ سے استفادہ کیا تھا۔ یہ مدینہ کے مشہور رواۃِ حدیث سے بھی ملے تھے۔ پھر بغداد گئے اور وہیں ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

ابنِ سعد بغداد پہنچ کر وہاں کے مشہور و معروف مؤرخ صاحب طبقات و مغازی، واقدی کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ وہاں ابنِ سعد واقدی کی کتابیں لکھتے رہے۔ حتیٰ کہ ''کاتب الواقدی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔(۷) مؤرخین نے ابنِ سعد کو واقدی کی ابدی و دائمی روح قرار دیا ہے۔

طبقات ابنِ سعد کے بنیادی مصادر و مآخذ:

طبقاتِ ابنِ سعد کے مصادر و مآخذ کی دو اقسام ہیں :

اوّل : مآخذ و مصدر

دوّم : مآخذ و مصدر

اوّلِ مآخذ یہ ہے کہ ابن سعد اپنے عہد کے محدثین و مؤرخین کی طرح بالمشافہ اساتذہ سے سُن کر روایت کرتے ہیں ۔

دوم مآخذ کتابیں ہیں جو بڑی حد تک محدود ہیں ۔

طبقاتِ ابنِ سعد کا تجزیہ کرتے ہوئے علمی امانت و دیانت یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ ابنِ سعد نے زیادہ تر ان روایات پر اعتبار کیا ہے جو براہِ راست اساتذہ سے سُنیں ۔ اسی طرح ابنِ سعد نے اپنے استاد ''واقدی'' سے وہ روایتیں براہِ راست سنی تھیں جو واقدی نے اپنی کتاب طبقات میں ذکر کی تھیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض روایات واقدی کی کتاب سے بھی اخذ کی تھیں ۔

واقدی خلیفہ ہارون الرشید کا معتمد تھا اور اس کے بعد خلیفہ مامون کے دور میں تاحیات قاضی کے منصب پر فائز رہا۔ بعض ناقدینِ حدیث نے ابنِ سعد کے استاد پر جرح و قدح کی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ:

''واقدی سندیں خود بنا لیا کرتا تھا۔'' (۸(

اسی طرح امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں :

''واقدی نے خود بیس ہزار حدیثیں گھڑ کر رسول کریمؐ کی جانب منسوب کر دی تھیں ۔''(۹(

واقدی کو خلفائے عباسیہ کی نظرِ التفات کے باعث درباری مؤرخ بھی کہا جاتا ہے۔ اسی کے زیرِاثر ابنِ سعد نے یہ کتاب لکھی اور تمام روایات کی تفاصیل اپنے استاد ہی کی زبانی یا اس کی کتاب سے اخذ و نقل کی ہیں ۔

طبقاتِ ابنِ سعد کے اہم مندرجات:

طبقاتِ ابن سعد ایک کبیر الحجم اور علمی مواد سے بھرپور کتاب ہے۔ ابنِ سعد نے اس میں ان محدیثین، مؤرخین اور ماہرِ انساب علما کے حالات رقم کیے ہیں جو عہدِ سالت و صحابہ و تابعین اور خود ان کے زمانہ میں بقیدِ حیات تھے۔

طبقاتِ ابن سعد کی خاص چیز صحابہ و تابعین کا تراجم و تعارف ہے۔(۱۰) اس لیے کہ ان کو قربِ رسولؐ کا فخر حاصل تھا۔ ابنِ سعد نے صحابہ کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے:

* بدری مہاجرین
* بدری انصار
* وہ صحابہ جو ابتدا میں مسلمان ہو کر حبشہ ہجرت کر گئے یا غزوۂ احد میں شامل ہوئے مگر بدر میں شمولت سے قاصر رہے۔
* وہ صحابہ جو فتح مکہ سے قبل اسلام لائے
* وہ صحابہ جو فتح مکہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے

ابنِ سعد نے تقدمِ زمانی میں سبقت فی الاسلام کو ملحوظ رکھا ہے اور اسی اعتبار سے مہاجرین حبشہ، بدری صحابہ یا فتح مکہ سے پہلے اسلام لانے والوں کا ذکر کیا ہے۔ ترتیبِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ابنِ سعد نے مکان کی اہمیت کو بھی نظرانداز نہیں کیا۔ چنانچہ انھوں نے ان بلاد و دیار کے پیشِ نظر صحابہؓ کی فہرست مرتب کی ہے۔ جس میں وہ سکونت پذیر تھے۔ اس ضمن میں علیحدہ علیحدہ مدینہ، مکہ، طائف، یمن، یمامہ، کوفہ، بصرہ اور شام و مصر میں توطّن پذیر صحابہ کا تذکرہ کیا ہے۔ طبقاتِ تابعین کا ذکر کرتے ہوئے بھی ابنِ سعد نے ترتیبِ زمانی و مکانی کو فراموش نہیں ہونے دیا۔

طبقاتِ ابن سعد ایک روایات پر مشتمل کتاب ہے۔ جس میں مؤلف کی شخصیت نمایاں نہیں ہے۔ اس میں نقد و تبصرہ بھی نہیں ہے۔ صرف کہیں کہیں تنقیدی توضیحات ہیں ۔

مجموعی طور پر اس ضخیم کتاب کا بہ نظرِ غائر جائزہ لینے کے بعد یہ تنقیدی رائے دینے میں کوئی باک نہیں کہ ابنِ سعد نے جس محدث اور مؤرخ کے بارے میں اساتذہ سے جو روایت سُنی اُسے شاملِ کتاب کر دیا۔ پھر بعض تابعین اور تبع تابعین کے صرف نام درج کیے ہیں یا ان کے متعلق صرف ایک فقرہ تحریر کیا ہے۔ جس سے اسماء الرجال کے فنی لوازم پورے نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر جلد ششم کے صفحہ نمبر ۳۹۲ پر تابعین حضرات کے بارے میں لکھا ہے:

''سَلَمہ بن نبیطؒ

دلہم بن صالحؒ کِندی خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے

محمد بن علیؒ سلمی و ہ اس سے روایت کرتے ہیں ۔'' (۱۱(

اس مثال سے صاف ظاہر ہے کہ سلمہ بن نبیط کے متعلق ابنِ سعد کچھ معلومات نہ رکھتے تھے اور باقی دو اصحاب کے بارے میں صرف ایک ایک بات ہی معلوم کر سکے۔

اسی طرح اہلِ بیت رسولؐ کے بعض اہم ترین محدیثین کا ذکر تک نہیں کیا۔ جن میں اہم ترین ہستی امام جعفر صادقؒ ہیں جنھیں امام ابوحنیفہ کے استاد ہونے کا شرف حاصل ہے، کا نام یا مختصر سا ذکر بھی نہیں ملتا۔ ان کے متعلق خالد علوی حفاظتِ حدیث میں رقم طراز ہیں :

’’رجال کی کتابوں میں امام جعفر صادقؒ کے حالات بھی ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس بھی حدیثوں کا ایک لکھا ہوا مجموعہ موجود تھا۔‘‘ (۱۲(

امام جعفر صادقؒ ہی کے حوالے سے سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی اپنی کتاب تاریخِ تدوینِ حدیث میں لکھتے ہیں :

’’امام جعفر صادقؒ کے چھوٹے بڑے کئی مجموعوں میں توحید مفضّل آج بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ بھی چند کتابوں کے نام لیے جاتے ہیں ۔‘‘ (۱۳(

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابنِ سعد کی انتہائی مفصّل کتاب میں خاندانِ رسالت کے اہم ترین محدیثین کا تذکرہ نہیں ملتا۔ امام موسیٰ کاظمؒ، امام علی رضاؒ اور اہلسنت کے امام ابوحنیفہ و دیگر محدثین کا نامِ نامی بھی شاملِ کتاب نہیں ۔ اسماء الرجال کے حوالے سے بنو عباس کے دور میں لکھی گئی اس اوّلین تصنیف کو تحقیقی و تنقیدی طور پر پرکھا جائے تو بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ سلاطینِ بنو عباس کے نظریات و مفادات کے تحفظ کی آئینہ دار ہے اور بنوعباس کی آلِ رسولؐ سے بغض و عداوت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس میں اہلِ بیت اطہار جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث کے سب سے مستند راوی ہیں ، کے حالات سے بطورِ خاص چشم پوشی کی گئی ہے۔

زبان و بیان کے حوالے سے طبقات ابن سعد کا اردو ترجمہ انتہائی سادہ، سلیس اور شگفتہ ہے۔ جس سے دورِ حاضر کا طالب علم بھی باآسانی مستفید ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات:

)۱(	محمد بن جعفر الکتانی، الرسالۃ المستطرفۃ البیان، دمشق: مکتبہ عرفۃ، طبع اوّل، ۱۳۳۲ھ، ص۹۶

)۲(	محمد حنیف ندوی، مطالعۂ حدیث، لاہور: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۸۷ء، ص۶۹

)۳(	محمد اقبال سلیم گاھندری، ’’دیباچہ‘‘ مشمولہ طبقات ابنِ سعد از ابنِ سعد، کراچی: نفیس اکیڈمی، جلد اوّل، طبع اوّل، مارچ ۱۹۷۱ء، ص۳

)۴(	صبحی صالح، ڈاکٹر، علومِ الحدیث، لاہور: المطبعۃ العربیہ، بارِ اوّل، جون ۱۹۶۸ء، ص۱۴۵

)۵(	خالد علوی، حفاظتِ حدیث، لاہور: المکتبہ العلمیہ، فروری ۱۹۶۲ء، ص۱۳۳

)۶(	محمد اقبال سلیم گاھندری، دیباچہ، ’’خلفائے راشدین اور صحابہ کرام‘‘، مشمولہ طبقاتِ ابن سعد از ابنِ سعد، کراچی: جلد سوم، طبع سوم، جنوری ۱۹۸۰ء، ص۳

)۷(	ایضاً

)۸(	صبحی صالح، ڈاکٹر، علومِ الحدیث، ص۴۳۵

)۹(	ایضاً

(۱۰) مولوی نذیر الحق میرٹھی، دیباچہ ''نگاہِ اوّلیں ''، مشمولہ طبقاتِ ابن سعد از ابنِ سعد، کراچی: نفیس اکیڈمی، جلد ششم، اشاعت پنجم، نومبر ۱۹۸۶ء، ص۲۶

(۱۱) ایضاً ، ص۳۹۲

(۱۲) خالد علوی، حفاظتِ حدیث، ص۸۵

(۱۳) مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، تاریخ تدوین حدیث، راولپنڈی: ہمدرد پریس، اکتوبر ۱۹۵۷ء، ص۶۱

/....../